

نَحْمَدُكَ يَا مُحَمَّدُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

شماره اول الاسلام

(پنجاب)
بھیرہ

مسالہ
ماہواری

ماہ اپریل ۱۹۳۵ء

مدیر

ظہور احمد اختر

بانتھامہ کلواچہ اٹلہ - بڑی پوسٹ خانہ - لاہور - پاکستان

بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطریقیت فخر العلماء و قدوہ السالکین زبدۃ العارفین
امام العارفین مولانا محمد اکبر گوی نور المشرق مدظلہ

اغراض و مقاصد

- ۱۔ اندونی و بیرونی عملوں سے اسلام کا تحفظ، تبلیغ و اشاعت اسلام۔
- ۲۔ اصلاح رسوم
- ۳۔ اجیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

قواعد ضوابط

- ۱۔ رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ سالانہ مقرر ہے۔ مگر جو صاحب یا خریدار یہ یا اس زلیہ رقم بوجہ اعانت ارسال تو نہیں گئے۔ وہ معاون خاص تصور ہونگے۔ ایسے حضرات کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ درج رسالہ بنیاد کریں گے۔
- ۲۔ غریب اور مفلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۳۔ ممبران حزب الانصار اور حزب الانصار کے معاونین کی خدمت میں رسالہ بلا معاوضہ بھیجا جائیگا۔ چندہ ممبری کم از کم ہم راہوار مقرر ہے۔
- ۴۔ جو صاحب کم از کم ۵ خریدار دیکھے وہ معاونین میں شمار ہونگے اور ان کی خدمت میں انکی خواہش پر ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا۔
- ۵۔ بذریعہ وی بی ارسال کرنے پر کم از کم ۵ خریدار ملے ہوتے ہیں۔ نیز بعض اصحاب وی بی و ایس کیلئے ہیں۔ ایسے دفعہ کا نقصان ہوتا ہے۔ لہذا جملہ خریداران زر چندہ بذریعہ وی بی آرڈر ارسال فرمایا کریں۔
- ۶۔ نمونہ کار پر تیسہ سہرے ٹکٹ آنے پر ہلکا مفت نہیں بھیجا جاتا۔
- ۷۔ رسالہ ہر سہ ماہی ماہ کی ۲۰ تا ۲۵ کو بھرہ سے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ چونکہ رسائل کے چونکہ کثرت ہے اسلئے جس کے تعلق وہ یکم سے پہلے اطلاع دیں۔ ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔
- ۸۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام میٹھی رسالہ سٹش الاسلام بھرہ پنجاب ہونی چاہئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شمس الاسلام

جلد ۱ بابت ماہ اپریل ۱۳۵۷ء مطابق ماہ ذوالقعدہ ۱۳۷۸ھ نمبر ۱

نمبر	مضامین	پیشہ
۱	باب التفسیر	۱
۲	باب الحدیث	۲
۳	باب الفقہ مسائل قرآنی وغیرہ	۳
۴	سلک جواہر سماع الابرار	۴
۵	نظم	۵
۶	تاریخ کا ایک ورق	۶
۷	باشد کہ بیدلاں را کاشے ز لب آری	۷
۸	رسول صلعم کے جنازہ میں صحابہ	۸
۹	کی شمولیت	۹
۱۰	عربی قصیدہ	۱۰
۱۱	رفاقت غار	۱۱
۱۲	نظم	۱۲
۱۳	میرزا فی مشن	۱۳
۱۴	مولانا عبد الشکور صاحب مکتبہ (مدیر)	۱۴
۱۵	مولانا حکیم محمد قطب الدین صاحب ساکن جک نمبر ۲۳۳	۱۵
۱۶	حضرت مولانا محمد ذاکر بلوچی حجتہ اللہ علیہ (مدیر)	۱۶
۱۷	مولوی عبد المجید صاحب بھیروی (مدیر)	۱۷

مہم کر دیا۔ انعام کے مہم رہنے میں جو لطف ہے۔ وہ اسبابِ دویٰ و سبب ہے۔ یہ قتل و سے یہ سمجھا جائے۔ کہ یہ فضائل اُن مہاجرین کے ہیں جو شہید ہو چکے ہیں اس لئے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بعض ان میں سے قتل کئے گئے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا۔ **فَمِنْهُمْ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَالُوَا قَتِيلًا۔** یعنی ان میں بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی اور بعض وہ ہیں جو منتظر ہیں۔ اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

باب الحدیث

اكتساب معاش

۱۔ حلال روزی کا پیدا کرنا فرض ہے بعد فراغِ یمن کے (حضرت عبداللہ ابن مسعود خیر المواعظ)
 ۲۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ کون سی کمائی سب سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اپنے ہاتھ کی محنت کی کمائی اور ہر تجارت میں کذب اور خیانت نہ ہو (حضرت رافع ث)
 ۳۔ تم میں سے کسی شخص کا لکڑیوں کا گٹھ اپنی کرپانا کسی دوسرے شخص سے سوال کرنے سے بہتر ہے۔ کہ دے یا نہ دے (بخاری شریف)
 ۴۔ تم میں سے کسی شخص کا اپنا بار آپ اٹھا لینا سوال کرنے یعنی بھیک مانگنے سے بہتر ہے (بخاری)

۵۔ انصار میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگنے آیا۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے گھر میں کوئی چیز نہیں؟ اُس نے کہا۔ صرف ایک کبیل ہے۔ کہ کچھ حصہ اُس کا اور کچھ لیتے کچھ بچھا لیتے ہیں۔ اور ایک کا سہ ہے جس سے پانی پیتے ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ دونوں میرے پاس لاؤ۔ وہ لے آئے رسول اللہ نے ان دونوں کو ہاتھ میں لیکر کہا۔ کہ انہیں کوئی خریدتا ہے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا۔ کہ میں ان دونوں کو ایک دہم میں لیتا ہوں اپنے

دو درہم میں لیتا ہوں۔ رسول اللہؐ نے وہ اس کو دے دئے اور دونوں درہم سید
انصاری کو بخشے۔ اور فرمایا کہ ایک درہم سے اشیاء خوردنی لا کر اپنے اہل و عیال کو دیدو
اور دوسرے کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ وہ کلہاڑی خرید کر لائے۔ تو
رسول اللہؐ نے اپنے ہاتھ سے اس میں دستہ لگا یا۔ اور اُن سے کہا جاؤ اور کلڑیاں
لا کر فروخت کرو۔ میں تمکو پندرہ روز تک نہ دیکھوں۔ وہ چلے گئے اور کلڑیاں (جنگل سے)
لاتے اور فروخت کرتے رہے جب دوبارہ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
دس درہم ان کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ اُن میں سے چند درہم کا بڑا خریدا۔ اور
چند درہم کا کھانیکا سامان رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یہ اس سے بہتر ہے۔ کہ قیامت
دن بھلیک مانگنے کے سبب سیاہی کا ٹیکا تمہارے ملنے پر ہو۔ سوال کرنا تین آدمیوں
کے سوا کسی کے شایان شان نہیں۔ نہایت سخت بھوک کے کو۔ یحس پر بے حد تاوان
آپڑا ہو۔ یا سخت دیت ادا کرنی ہو۔

اطلاع مورخہ ۱۶ ذوالحجہ بروز جمعہ مطابق ۱۶ مئی سنہ بمقام جامع مسجد بھیرہ زبڈہ العائین
حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالغزیز گوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک نہایت شان
سے منعقد ہوگا۔ مجلس عرس بعد نماز عصر منعقد ہوگی حضرات علمائے کرام اپنے اپنے مقام سے حاضر
کونو حافی غذا ہم نچلینگی۔ فیر نجات تشریف لانیوالے اصحاب اسی ٹکٹ کی رسالت سے فائدہ
حاصل کر سکتے ہیں۔ جملہ یاران طرفیت کیسے اس عرس میں شامل ہونا ضروری ہے۔ نیز خزانہ نصا
کے ارکان کا غیر معمولی اجلاس بھی منعقد ہوگا۔ والعلوم عزیز یہ کی ترقی و بہبودی کے لئے تجاویز
عزیز کیا جائیگا۔ (شاہکار مدیر) رعایت عرس کے موقع پر رسالہ شمس الاسلام چندہ
میں رعایت کرنیکا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جو صاحب ماہ ذوالحجہ کے نصف اول میں بذریعہ مینی آرڈر
چندہ ارسال فرمائیے اُن سے بجائے عار کے صرف دو روپے لئے جائینگے۔ نیز جو صاحب
خبردار و نیکی انجی خدمتیں سالہ سماع الابرار مولفہ مولانا احمد دین گانگوی حجم ۲۰ صفحہ مفت ارسال ہوگا۔
جو صاحب پانچ خبردار و نیکی۔ انجی خدمت میں رسالہ سال بھر مفت بھیجا جائیگا۔ (منبر)

باب الفق

احكام قرآنی و فقہیہ

ہر مومن عاقل - بالغ - حُر - مقیم مالک نصاب پر حسب احکام شریعت عزا سے
مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قربانی واجب ہے - اور فتویٰ اس کے وجوب پر
ہے - ذی الحجۃ احرام کی دسویں تاریخ کے دن شروع ہونے پر قربانی ایسے مومن پر واجب جاتی
ہے - چونکہ قربانی کے لئے یہ حکم ہے - موٹا - تازہ - لذیذ ہو کہینہ کہ وہ کل صراط پر تہاری
سواریاں ہونگی - لیکن ہر طرح سے بے عیب ہو - شکر - اپاہج - کانا - خاشقی - کوئی عضو کان
درجہ تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہوا جائز نہیں خضتی جانور زیادہ پسندیدہ ہے - لیکن وہ
خضتی جو باندھنے باٹنے سے کیا گیا ہو - حدیث شریف میں بھی موجود ہے کالفظ آیا ہے -
جس کے معنی ہیں مل کر خضتی کرنا - کبری - بکرا - بھڑی - بھڑا ایک سال کا - گائے - بیل
دو سالہ صرف دُنبہ چٹکی والا بشرطیکہ موٹا تازہ ہو - چھ ماہ کا بھی جائز ہے عید قربان
لے اُس مال پر نامی ہونا یعنی بڑھنے والا یا سال بھر گزنا شرط نہیں -
لیکن قسربانی شہر میں نماز کے بعد کی جائے -

اسکے دن قربانی کے گوشت سے افطار کرنا مستحب ہے۔ فربخ خود کرے یا دوسرے
 مومن کو اجازت دیکر اپنے سامنے کراوے۔ اپنے ہاتھ سے کرنا افضل ہے۔ قربانی کا منہ
 قبلہ کی طرف کر کے کھوے پر ایک پیر رکھے۔ اور گھنڈی سر کی طرف رکھ کر گھنڈی کے
 نیچے ذبح کرے۔ اُس وقت نیت کرے کہ اللہ جل شانہ کی رضامندی کیسے اسی تعمیل
 حکم میں یہ قربانی کرتا ہوں۔ اور زبان سے پڑھے۔ اِن صَلَاتِی وَنَسْکِی وَحِجْبَائِی وَحِمَائِی
 لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِکَ لَہٗ وَحْدَ لَہٗ اَمْرٌ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰہُمَّ
 تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ اِبْرٰہِیْمَ صَلَواتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلٰمٌ
 وَالسَّلَامُ بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ الْکَبِیْرُ اِس کے کہنے کے ساتھ ہی چھری حلقوم پر چل جائے
 جب تک حلقوم (زخرف) میری (کھانا پانی جانی کا راستہ جو زخرف کے نیچے ہوتی ہے) دو نو
 وجدان (وہ دونوں رگیں جو ان دونوں کے دونوں طرف خون جاری رہنے کا ذریعہ
 ہوتی ہیں۔ یہ چاروں رگیں سالم یا کثیر حصہ ہر ایک کاٹ جائے۔ تاکہ دم مسفوح حرام نہ
 اچھی طرح نکل جائے۔ قربانی کے گوشت میں سے ایک تہائی فطرہ کو دینا۔ اور ایک
 تہائی احباب کو دینا۔ اور ایک تہائی اپنے اور اپنے اقربائے کھانے میں صرف کرنا
 مستحب ہے۔ قربانی میں سے کوئی جزء قصاب یا کسی امیر کو اجرت میں دینا جائز
 نہیں۔ کھال اپنے مصرف میں لاسکتے ہیں۔ مثل ڈول یا مشک وغیرہ کے۔ اگر فروخت
 کریں تو قیمت مساکین وغیرہ کو خیرات کرنا لازم ہو جاتا ہے کسی اجرت میں نہیں دی
 جاسکتی۔ بالخصوص ان کاموں کا عمدہ مصرف دارالعلوم غریزیہ واقع جامع مسجد
 ہے جس میں علم و دین حاصل کر تیکے لئے طلبہ دور دور سے آکر شریک تعلیم دینیہ رہتے
 ہیں۔ اور ان میں تین و صف مساکین مسافر فقیر کے پائے جاتے ہیں۔

مسلمانو! غور کرو۔ اور خوب غور کرو۔ اپنی قربانیاں ضائع مت کرو۔ یہ
 قربانی دسویں گیارہویں بارہویں ذی الحجہ کے قبل غروب تک کیجا سکتی ہے۔ اگر کو
 کرنا منع ہے۔ دن میں کی جائے۔ اور تکبیرات آیام تشریق نویں تاریخ کی صبح کی نماز
 کے بعد سے ہر نماز باجماعت کے بعد تکبیر اللّٰہُ الْکَبِیْرُ اللّٰہُ الْکَبِیْرُ اَللّٰہُ

واللہ اکبر واللہ الحمد تیرہویں تاریخ کی عصر کی نماز تک پانچ دن پڑھتے رہنا چاہیے اور دسویں تاریخ کو صبح (چاشت) کے وقت نماز کے لئے جماعت عید میں جائیں۔ اور جاتے ہوئے اور آتے ہوئے باؤز بلند ہی تکبیر کہتے جائیں۔ اور جس راستہ جائیں اُس کے دوسرے راستہ آئیں۔ جماعت میں جا کر خاموش بیٹھ جائیں۔ عید کی نماز جماعت بلا اذان و تکبیر دو رکعت پڑھی جاتی ہے۔ پہلی رکعت میں تکبیر اولیٰ سبحان اللہ کے بعد تین تکبیریں امام کے بعد سب مقتدی کہیں۔ اور کانوں تک ہاتھ لیجا کر کھلے چھوڑے رکھیں۔ اور آخری تکبیر پر زیر ناف باندھ لیں۔ اور جب امام قرأت کیجے مقتدی خاموش رہیں۔ رکوع سجود کرنے دوسری رکعت کے قرأت فاتحہ او ختم سورہ کے بعد پھر تین تکبیرات امام کہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی مقتدی بھی۔ اور اسی طرح ہاتھ کھلے رکھیں۔ اور رکوع کی تکبیر کہہ کے رکوع میں چلے جائیں۔ سجدہ قعدہ کے بعد سلام پھیر کر خاموش اسی جگہ بیٹھے رہیں۔ اور خطبہ نہیں۔ خطبہ کا سننا فرض ہے۔ خطبہ سے پہلے چلے نہ جانا چاہیے۔ البتہ زائد چھ تکبیرات متذکرہ صدر امام اور تکبیر باؤز بلند کہیں۔ اور مقتدی بدستور آہستہ۔ اس دن صبح کی نماز کے بعد نماز عید سے فارغ ہوتے تک کوئی نافرمان نماز نہ پڑھنی چاہیے۔

سلک خواہر

سملع الابرار

(ماخوذ از فوائد القوائد ملفوظات حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(مرتبہ حضرت امیر حسن علی شجری رحمۃ اللہ علیہ)

اپتوار کے روز ۲۱۔ ماہ ذوالحجہ ۱۲۸۵ھ کو قدوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تلاوت قرآن کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب پڑھنے والے کو

بعد ازاں فرمایا کہ تلاوت اور سماع کی حالت میں جو سعادت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ انوار۔ احوال اور آثار۔ اور وہ تین عالم یعنی ملک ملکوت اور جبروت پر نازل ہوتی ہیں۔ اور وہ تین مقامات ارواح۔ قلوب اور جوارح پر نازل ہوتی ہیں انوار ملکوت ارواح پر احوال جبروت قلوب پر اور آثار ملک سے جوارح پر یعنی پہلی حالت سماع میں عالم ملکوت سے ارواح پر نازل ہوتے ہیں۔ بعد ازاں جو کچھ دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اُسے احوال کہتے ہیں۔ اور وہ عالم جبروت سے قلوب پر نازل ہوتا ہے۔ بعد ازاں جو حرکت جنبش اور آہ و بیکہ ظاہر ہوتا ہے۔ اسے آثار کہتے ہیں۔ اور یہ عالم ملک سے جوارح پر نازل ہوتا ہے۔

روز منگل ۲۰۔ ماہ ذوالحجہ ۱۰۸۷ھ کو سماع اور اہل سماع کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کہ سماع قوی مریدوں کے لئے جائز ہے۔

روز منگل ۲۱۔ ذوالحجہ ۱۰۸۷ھ صبح کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔
 نو حاضرین میں سے ایک نے کہا۔ کہ شاید آپ کو حکم ہو ہے۔ کہ جس وقت چاہیں سماع سنیں۔ آپ پر حلال ہے۔ خواجہ صاحب فرمایا کہ جو چیز حرام ہے۔ وہ کسی کے حکم سے حلال نہیں ہو سکتی۔ اور جو چیز حلال ہے۔ وہ کسی کے حکم سے حرام نہیں ہو سکتی۔ اب ہم مسئلہ مختلف فیہ کو لیتے ہیں۔ سماع کو ہی لو۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے موافق بر خلاف ہمارے علماء کے مباح بہ دفع اور ساری۔ اس اختلاف میں حاکم جو حکم کرے وہی ہوگا۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا۔ کہ انہیں دنوں میں بعض درویشوں نے چنگ۔ رباب اور بانسروں کا استعمال مجمع میں کیا۔ اور قصص کیا۔ خواجہ صاحب فرمایا کہ انہوں نے اچھا نہیں کیا۔ جو ناسم شروع ہے وہ ناپسندیدہ ہے۔ بعد ازاں ایک نے کہا۔ کہ جب وہ اس مقام سے باہر نکلے تو اُن سے پوچھا گیا۔ کہ اس مجلس میں تو بانسریں بجائی گئیں۔ تم نے سماع کس طرح سنا ہوگا تو جواب دیا کہ ہم سماع میں ایسے مستغرق تھے۔ کہ میں سماع ہی نہ تھا۔ کہ یہاں بانسریاں بھی یا نہیں۔ جب خواجہ صاحب نے یہ سنا تو

فرمایا۔ یہ تو کوئی معقول بات نہیں۔ یہ سب کچھ بطور زنا لکھا جائیگا۔

مفتاح العاشقین۔ درملفوظات خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ

اللہ علیہ کی مجلس ۸ میں جب ذیل قصیدہ درج ہے۔ جو حضرت خواجہ

نصیر الدین رحمہ کے سامنے پڑھا گیا۔ اور مجلس پینہایت رفعت طاری ہوئی ہے

عشق در پردہ سے نواز ساز

ہر نخل نغمہ دیگر ساز

ہمہ عالم صدائے نغمہ دوست

راز او از جہاں بڑا افت

سزا و ہر زماں ہر روز

خود تو بشنو کہ من نیم عساز

دولے دل درمند از کہ جویم

بہ پیش کس اس ماجرا را بگویم

ایر تو باشم خدای از کہ جویم

عنے کہ تو درم بہ پیش کہ گویم

عنی کہ تو درم بہ پیش کہ گویم

بعد از اس حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔ کہ اگر انسان صاحب فوق

درد ہے۔ تو قوال کا ایک شعر ہی اس کے لئے کافی ہے۔ خواہ بانسریاں

وغیرہ ہوں یا نہوں۔ لیکن جسے فوق و درد کی خبر ہی نہیں۔ اس کے رو برو خواہ

کتنے چنگ۔ دف اور مزامیر بجائے جائیں۔ اس پر کچھ اثر نہ ہوگا۔ پس معلوم ہوا

کہ یہ کام درد کے متعلق ہے۔ نہ کہ ساز و سامان کے جب خواجہ صاحب یہ بیان

کر چکے سماع درد مندوں کے لئے بمنزلہ علاج کے ہے جس طرح ظاہری درد کے

لئے علاج ہوتا ہے۔ اسی طرح باطنی درد کے لئے سماع کے سوا اور کوئی علاج

نہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق شرع میں نفس کے ہلاک کرنیکا

حکم نہیں آیا۔ اور نہ ہی جائز ہے۔ پس اس قسم کا سماع پر غم اور اہل درد کے لئے

مہلج ہے۔ اور بے درووں اور اہل نفس کے لئے شریعت اور طریقت دونوں میں غلام ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
 جہاں برباع است مستی و شور - ولیکن چہ بسند درائینہ کور
 پریشاں شود کل بہار و سحر - نہ بہم کہ نشہ فداش جز تب
 پھر فرمایا کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین
 قدس سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ سماع کی چار قسمیں ہیں۔ ایک
 حلال دوسری حرام۔ تیسری مکروہ۔ چوتھی مباح۔ پھر سرائف کی شرح یوں
 بیان فرمائی کہ اگر صاحب وجد کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ ہو تو مہلج
 ہے۔ اگر مجاز کی طرف ہو۔ تو مکروہ ہے۔ اگر دل بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف ہو
 تو حلال۔ اگر بالکل مجاز کی طرف ہو۔ تو حرام ہے۔

اے زخیال مابروں تو خیال کے رسد

(ترجمہ)

(حضرت امیر خسرو)

تو ہے خیال سے بلند تر خیال ہو تو کیا
 تیرا صفت میں عقل کو لاف کمال ہو تو کیا
 تو تو وہ بے نیاز ہے۔ سارا جہاں بھی اگر
 مثل حسین تشنہ آب زلال ہو تو کیا
 تیرا حیم ناز جب کو نچا ہو لا مکان بھی
 لاکھ بند و نیز روم و مغرباں ہو تو کیا
 جس کے چین کی غلبہ حق قدس نہ بن سکے
 اس جو خاکسار کو شوق وصل ہو تو کیا
 دل میں ہے بار جلوہ گر پھر نہیں صورت آشنا

اے زخیال مابروں در تو خیال کے رسد
 و صفت تو عقل رلاف کمال کے رسد
 بر در بے نیازیت صد چوسین کر بلا
 تشنہ بماند بگورتا بہ زلال کے رسد
 گنگر کبریاے تو بہت فلال مکان
 طائر بادراں ہوا ہے پروال کے رسد
 تاں چھت کہ لبس روح قدس نمی رسد
 گنجینان خاک رابستہ وصل کے رسد
 بہت بخت کا دل جلوہ قرب و شب

لیک بجلوہ چناں چشم خیال کے رسد | لاکھ کھلی ہوئی اگر چشم خیال ہو تو کیا
گر ہم دم و ملک خاک شوند برورت | و امن عز و جاہ تک پہنچے سے یہ ہے محال
دامن عزت ترا گرد ز حال کے رسد | ہو کے فنا تمام خلق - گرد زوال ہو کیا

رونی بزم خسری اوروں کے دم قدم سے ہے
لاکھ قوی ناتواں اہل کمال ہو تو کیا

قوی اردھی

تاریخ کا ایک ورق

ایک واقعہ البوا الفرج اصبہانی کی کتاب اغانی نامی سے نقل کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہو سکیگا۔ کہ قتاب اسلام کی شعاعوں سے لوگوں کو کن کن نذایر سے محروم کیا جاتا تھا۔ البوصیر جس کا نام میوں اور قیس بن جڈل کا بیٹا ہے۔ جاہلیت کے شعرا میں سے بلند پایہ شاعر ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت قوت تکلم میضامین کی ندرت اُس زمانہ میں اعلیٰ درجہ میں اجماعی و اتفاقی طور سے مان لی گئی ہے۔ جب کہ فصاحت و بلاغت کا ذخیرہ عرب کا مایہ ناز تھا۔ بلکہ محققین کی ایک خاصی جماعت کی تو مدلل رائے یہ ہے کہ شخص اپنے سے پہلے اور پچھلے تمام فصحاء عرب پر فائق ہے۔ تمام فصحا پر فوقیت ممکن ہے۔ کہ مجروح کی جاسکے۔ لیکن اس میں شک بھی نہیں۔ کہ وح جو حکم کے مختلف پہلوؤں پر قادر و انکساری اور دلاویز طریقہ سے اشعار کو نظم کرنا اس کا اپنا حصہ تھا۔ اور کم از کم اس قدر ضرور ہے کہ اگر بہت زیادہ متبع اور شخص سے کام لیا جاوے۔ تو اس کے تپ کے شعرا انگریزوں پر گئے جانے کے قابل ملیں گے۔

ایسے وقت میں کہ ادب کے جواہر جوان اور بوڑھے تو بجائے خود عرب کے کم سن لڑکوں اور لڑکیوں کی بھی گویا گھٹی میں ڈالے جاتے تھے۔ کسی شخص کی نظیر کا مشکل ملنا بھی اس کو بے نظیری ثابت کرتا ہے۔ چونکہ شخص گانے میں

بھی بے نظیر تھا۔ اس لئے اس کو ضابطہ العرب کا خطاب عرب نے دیا تھا جب
اسلام نے عواقب و موانع کے باوجود اپنی شعاعوں سے قلوب کو منور کرنا شروع
کیا۔ اور یہ رو کسی طرح روکے سے نہ رکی تو باوجود بعد مکهانی کے ابوبصیر کو جس کو اعلیٰ
بھی کہتے تھے اسلامی تعلیمات کی خبر پہنچی۔ اس نے حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرح میں ایک قصیدہ نظم کیا۔ اور اس ارادہ سے چلا کہ آپ کی خدمت میں
پیش کر دیا۔ اس سلم اعظم و الفصاحت شخص کا اس ارادہ سے نکلنا کوئی معمولی
بات نہ تھی۔ مخالفین اسلام میں ہل چل مچ گئی۔ مگر کون تھا جو کہ اس جیسے والے قادر الکلام
کو قوت سیف یا قدرت لسان کے ذریعہ سے روک سکتا؟ قریش تو دن رات یہی
فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح اس آفتاب کو دھول اڑا کر طابین حق کی نظروں سے مخفی
کر دیں جب انہوں نے یہ خبر سنی تو سراسیمہ ہو گئے اور کہنے لگے۔ کہ اس ضابطہ العرب
نے جب کبھی کسی کی طرح کی ہے۔ تو اس کی عظمت و شہرت میں چار چاند لگ گئے
ہیں۔ اگر اس کا مدحیہ قصیدہ محمد (روحی و روح ابی دمی فداہ) تک پہنچ گیا تو ان
ایک اور قوت ہاتھ آجا دیگی۔ اس لئے اس خاندان کے جمیدہ افراد مجتمع ہو کر اس راستہ
میں ملے۔ اور عارفانہ تجاہل کے طرز پر دریافت کرنے لگے۔ کہ ابوبصیر! کہاں کا
ارادہ ہے؟ ابوبصیر کو نہ ان کی قوت کا خوف تھا۔ نہ ان کی فصاحت مرعوب
تھا۔ صاف کہہ دیا کہ میں تو تمہارے خاندان کے ایک شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے پاس بغرض اسلام جا رہا ہوں۔

قریش کے پاس ابوبصیر کو روکنے کیلئے اس سے زیادہ اور کیا تھا۔ کہ وہ
اسلامی تعلیمات کو طبیعت و عادت کے خلاف بنا کر ناقابل تحمل ظاہر کریں چنانچہ

عہ یہ لفظ ضعیف سے مشتق ہے۔ ضعیف کا نسبی یا بیتی کے گول پتر ہوتے تھے۔ جو
ایک کو دوسرے پرٹنے سے بچتے تھے۔ ان کو ہائے یہاں غالباً جھانجھتے ہیں۔ ضناجہ کے
معنی جھانجھ جانے والے کے ہوئے۔ گویا وہ نے اس کو اشعار کے حسن غنائی وجہ
سے جھانجھ جانے والے سے تشبیہ دیکر اس کو یہ لقب دیا تھا۔ ۱۶ منہ غفرلہ

بھی کیا۔ اور کہنے لگے کہ تم کو اسلامی تعلیمات کی بھی کچھ خبر ہے؟ یاد رکھو کہ تم کو مسلمان ہونے کے بعد بہت سی عمدہ اور دل کی پسندیدہ چیزوں سے روکنا پڑے گا۔ جن کو چھوٹا تمہارے لئے سخت دشوار ہوگا۔

ان لوگوں کا یہ منہ نہ چل گیا۔ اور ابوبصیر نے شیر بکران کی تفصیل دریافت کی ابوسفیان نے جواب میں پیش قدمی کی اور کہا کہ مثلاً قمار۔ قمار جو ایک ایسی مجموعی چیز معلوم ہو۔ لیکن فی الحقیقت عرب کے لئے اس سے مختصر رہنا بالکل ہی دشوار تھا۔ بعض چیزیں اگر فی فطرت ہی نہیں ہوتیں۔ لیکن وہ عادات اور کثرت مزاوت کے اعتبار سے طبیعتِ ثانیہ بن جاتی ہیں۔ ان ہی میں قمار بھی تھا۔ ابوسفیان اُس وقت تک شرفِ اسلام سے مشرف نہ ہوئے تھے۔ اپنے اس جواب پر خوش تھے۔ کہ ابوبصیر اب اسلام سے باز آ جا دیگا۔ لیکن اسید کے خلاف ابوبصیر نے اس کا جواب خشک دیا۔ اور کہا کہ اگر قمار کی ممانعت کی جاوے گی۔ تو کیا حرج ہے۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ اگر میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر حاضر ہوں۔ تو اس کے بدلے میں کوئی اور حلال چیز مجھ کو مل جائے۔ اچھا اس کے علاوہ کوئی اور چیز تباؤ جس سے مسلمان ہونے کے بعد مجھ کو بچنا ضروری ہوگا۔ ابوسفیان تو سمجھ گئے کہ اس شخص کو اسلام سے روکنا دشوار ہے۔ اور اس واسطے خود ساکت ہو گئے۔ دوسرے لوگوں نے کہا۔ کہ اسلام میں سود کی بھی ممانعت ہے۔ ابوبصیر نے کہا کہ میں نے آج تک کبھی قرض کا لین دین کیا ہی نہیں۔ جو مجھ کو سود کی حرمت پر افسوس ہو۔ اس کے علاوہ اور کوئی چیز تباؤ۔ لوگ بولے کہ شراب بھی اسلامی تعلیم میں ممنوع ہے۔

شراب حقیقت میں عرب کے لئے بڑی چیز تھی۔ عرب کے بعض شاہین خمر کا قول ہے کہ جس زمانہ میں ہم شراب خوری کے عادی تھے۔ اُس زمانہ میں یہ خیال کیا کرتے تھے۔ کہ مہارے لئے پانی کا چھوڑ دینا شراب کے ترک سے سہل تر ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ خداوندِ عالم نے اس کی حرمت وقوع نہیں فرمادی۔

بلکہ تدریجی طور سے اس کی قباحت مسلمانوں کو سمجھائی۔ جب وہ اس کی قباحت سے واقف ہو گئے تو آخر میں حرام فرمایا۔

مگر ابوبصیر سمجھدار تھا۔ اُس نے کہا۔ کہ اگر اسلام شراب نوشی کو حرام قرار دے گا۔ تو مجھ کو اس کی بھی کچھ پرواہ نہیں۔ میرا اس سے بھی کچھ بگڑتا نہیں ہیں۔ بجائے شراب نوشی کے وہ تھوڑا سا پانی ہی پی لیا کروں گا۔ تو میرے لوٹے میں موجود ہو گا۔ ابوسفیان نے تو اپنی پہلی ہی بات کے جواب سمجھ لیا تھا۔ کہ اس کے مقصد برآری مشکل ہے۔ اس لئے اور لوگ اس سے بات کرتے ہیں۔ مگر

ابوسفیان خاموش تھے۔ اس عرصہ میں انہوں نے ایک اور تدبیر سوچ لی۔ اور کہنے لگے کہ اچھا تم ہماری ایک بات مان لو۔ اگر تم غور کرو گے۔ تو تم کو معلوم ہو جاوے گا۔ کہ تمھاری تجویز سے ہماری تجویز بہت زیادہ اچھی ہے۔ ابوبصیر نے کہا۔ وہ کیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا۔ کہ آج کل مسلمانوں اور ہم لوگوں میں عارضی صلح ہو گئی ہے۔ تم ہم سے سو اونٹ لیکر اس سال اپنے وطن کو واپس ہو جاؤ۔ اور دیکھو کہ وہی صلح کا انجام کیا پونہ ہے۔ اگر نتیجہ ملے موافق نکلا۔ تو تم پر کچھ آئینہ بھی نہ آوے گی۔ اور مال غنیمت مل گیا۔ اور اگر مسلمانوں کو غلبہ ہم پر حاصل ہو۔ تو تم اس وقت اپنے ارادہ کو پورا کر لینا۔

ابوبصیر نے کہا کہ خیر اس میں تو کچھ بُرائی نہیں۔ سو اونٹ کچھ معمولی قیمت کے

نہ تھے۔ مصلحت کے پاس اس قدر مال کہاں سے آیا۔ علاوہ انہیں ابوبصیر مسلمان

ہو جانے کی ہمت سے اگرچہ سب واقف تھے۔ مگر ابوسفیان سے زیادہ

ابوبصیر کے مسلمان ہو جانے کو قریش کے آبائی دین کے لئے مضر کوئی بھی

نہ سمجھا تھا۔ اس لئے اس قدر مال جمع کرنے میں پوری چستی قریش کی طرف ظاہر نہ

ہوئی۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ خاندان قریش خدا کی قسم! یہ شخص اگر محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچ کر مسلمان ہو گیا۔ تو اپنی قوت فصاحت اور

قدر الکلامی کے ذریعہ سارے عرب کو تم پر مشتعل کر دے گا۔

ابوسفیان کا یہ کہنا واقعیت پر مبنی تھا۔ ان سب کی سمجھ میں آگیا اور اسی وقت سو اونٹ جمع کر کے اس کو دے دیئے۔ ابوبصیر نے اونٹ لئے اور چلا گیا۔ اس بصیرے بصیرت کو کیا خبر تھی کہ ایک آدمی (موت) بھی ہے۔ جس کا وقت معین نہیں ہے۔ یہ ظن پہنچنے بھی نہ پایا تھا۔ کہ راستہ میں اونٹ سے گزر کر مر گیا۔ اور اس طرح یہ شخص صرف سو اونٹوں کے لالچ میں ابد الابد کے لئے جہنمی ہوا۔ اَعَاذُنا اللہ من سوء المآل (ماخوذ)

باشد کہ بیدار لاں کا مے زلب آری

اے خوش نصیب گو شیر کے جانیاں
جانتے ہو تم توجہ لیکن یہ یاد رکھو
لکھی ہی تھی یہ دولت تقدیر میں تمہاری
آؤ ذرا کہ جسے لوں تسکین اپنے دل
اس بدل نصیب کی ہے اک عرض سنتے جاؤ
دیکھو یہ یاد رکھنا چاہیے میں جب پہنچنا
ہو روضہ بنی پر جب حاضری تمہاری
سرکار! بند کتب تک؛ للہ جلد اٹھے
محشر پہلے اٹھیے اے شیخ بزم محشر
کہڑی ہے بات ایسی بنی نہیں بنائے
اور اک غریب جس کو کہتے ہیں تنہا
طبیبہ کی سمت رخ تھا انک آمکھوس روئے
تا در جہان خوبی امروز کا مکاری

عیش ابد کا اور رنج سفر اٹھا کر
جاتے ہو میرے دل میں اک آگ سی لگا کر
کیا پھل ملیگا مجھ کو اب خاتم سے کھا کر
خاک قدم تمہاری آنکھوں سے میں لگا کر
کہتا ہے چشم تر سے نہروں لمبو بہا کر
مجھ کو نہ بھول جانا مقصود اپنا پا کر
کہنا بہت ادب سے جالی کے پاس جا کر
اُمت کا دم رکھا ہے گویا لبوں پہ آ کر
اُمت کے سر پہ رکھئے دستِ کرم اب کر
بیٹھے آپ ہی سے سب آسرا لگا کر
آنے کی قیقت ہم نے دیکھا جو اس کو جا کر
بیچارہ کہہ رہا تھا۔ یوں ہاتھ اٹھا اٹھا کر
باشد کہ بیدار لاں کا مے زلب برآری
تمنا عادی

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں صحابہ کی شمولیت

رسالہ شمس الاسلام جلد نمبر ۱ میں ایک مکتوب مفتوح بنام منشی محمد زہرہ صاحب درج کیا گیا تھا۔ منشی صاحب مذکور نے ایک تحریر لکھ کر دی تھی۔ کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ میں اصحاب ثلاثہ کی شمولیت کسی کتابت خواصہ اہل تشیع کی وجہ سے اہل سنت کی ثابت ہو جائے۔ تو منشی صاحب نے اہل سنت ہونے کا اعلان کر دیں گے بلکہ نہایت رنج کا مقام ہے مگر کہیں نہیں۔ بلکہ متفقہ و کتب اہل تشیع سے امر مذکور ثابت کر کے مکتوب مفتوح میں منشی صاحب کے ایفاء وعدہ کا مطالبہ کیا گیا۔ مگر شیعہ حلقوں پر کامل کوئی اثر نہ ہوا۔ اور منشی صاحب وعدہ پورا کرنے کا نام ہی نہیں لیتے ہیں لہذا منشی علی الجناح حکیم مولانا مولوی قطب الدین صاحب کی حسب ذیل تحریر درج کی جاتی ہے جس سے مسئلہ مذکورہ پر مزید اور مکمل روشنی پڑتی ہے۔ ہم مولانا قطب الدین صاحب کے ممنون ہیں۔ اور امید ہے کہ آپ خیرہ بھی اہم مسائل پر اپنی تحقیق جان کر کے بذریعہ رسالہ مذاوا عام کو مستفیض فرمائیں گے (حاکم الدین)

جناب منشی شمس الاسلام — السلام علیکم۔ آپ کا رسالہ شمس الاسلام مجریہ شعبان اتفاق سے میری نظر سے گذرا۔ میں نے اس کو اول سے آخر تک پڑھا۔ جو روایت حیوة القلوب کے جلد دوم سے آپ نے اس ثبوت میں پیش کی ہے۔ کہ صحابہ کرام تمام کے تمام رسول خدا کی نماز جنازہ میں شریک تھے۔ اس روایت سے صرف یہی نہیں ثابت ہوتا کہ تمام اصحاب رسول نے نماز جنازہ رسول میں شرکت فرمائی تھی۔ بلکہ پورے طور پر اسے ادا کیا تھا۔ کہ نماز جنازہ اور تدفین دونوں موقعوں پر تمام صحابہ بن بلائے موجود تھے۔ مگر صاحب حضرت علی کرم اللہ وجہہ موجود

نہ تھے۔ گھر یا کہیں اور جا کر تشریف رکھتے تھے۔ نماز جنازہ اور تدفین جیسی ثواب بھری عبادت کے سوا کسی اور مصروفیت میں مصروف نہ تھے۔ جب مہاجرین اور انصار اور دیگر اہل یمن مدینہ نے باہمی مشورہ اور اتفاق سے جناب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام نماز بنانا چاہا۔ تب حضرت عباسؓ آپ کے پاس دوڑے دوڑے آئے۔ اور اگر عرض کیا۔ کہ غضب ہو گیا۔ لوگ ابوبکر صدیق کو امام بنانا چاہتے ہیں۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بقیع میں دفن کرتے ہیں۔ بلائے اور وحشتناک خبر سنانے کے بعد تب کہیں جا کر امیر المؤمنین جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ گھر سے باہر تشریف فرما ہوئے۔ اور لوگوں کو وہ ہدایت فرمائی۔ جو روایت میں درج ہے۔

میں الزام ان کو دنیا تھا قصور اپنا عمل تھا

نکتہ اور دیگر صحابہ پر طعن کرنے والے ذرا اس روایت کو غور سے پڑھیں۔ یہ تعصب اور نفرت کی پٹی آنکھوں سے اُتار کر دیکھ لیں۔ کہ قول مجلسی ان دونوں ہمہ نشان موتوں پر جناب حضرت ابوبکر صدیق اور دیگر صحابہ بن بلائے موجود ہیں۔ اور جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ رونیٰ افروز ہوئے بھی ہیں تو بلائے سے۔ اور غضب امت کے خوف سے شیعوں کی سبک دہی اور غور کرنے کے لئے روایت کے الفاظ میں جو کلمہ لکھا ہے۔

وایضا بسند حسن از حضرت صادق روایت کردہ اند کہ عباس یہ خدمت حضرت

امیر المؤمنین آمد و گفت کہ مردم اتفاق کرده اند۔ کہ حضرت رسول را در بقیع دفن کنند۔ و ابوبکر پیش بایستد۔ و برآں حضرت نماز کند چون امیر المؤمنین و است کہ اس منافقان ادا دہ فلو دارند۔ از خانہ بروں آمد و فرمود۔ کہ ایہا الناس

رسول خدا امام پیشوائے امت در حال حیات و بعد از ممات خود فرمود کہ من دفن میشوم در بقیع کہ وہاں جاقبض روح من میشود۔ و چون ایشان در غضب خلافت مطلب بخیر را بعمل آوردہ بودند دریں باب ہاں حضرت مضائقہ نہ کردید گفتند۔

آں چہ میدانی بکن پس حضرت پیش ایستاد۔ و خود برد نماز کرد۔ و بعد از اس صحابہ را فرمود۔ کہ وہ وہ نفر اجل میشوند۔ و ایشان بر دور جنازہ آں حضرت ایستادند و حضرت امیر المؤمنین در میان ایشان ایستاد۔ و اس آیت را می خواند۔ اِنَّ اللہَ

مَلَائِكَةُ يَصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 پس الیٹان آیت را بخوانند و صلوة بر آن جناب سے فرستادند۔ و بعض میرفتند
 نماز تک اہل مدینہ و اطراف مدینہ ہمہ بر آن جناب صلوات میفرستادند و در جہت القلوب
 جلد و دودھ ص ۸۸ باب شخصت و جماعہ

ترجمہ بہتک محدثین شیعہ نے جناب حسن سے اور وہ جناب امام جعفر صادق
 علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وفات رسول کے دن حضرت عباس رضی اللہ
 عنہ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت اقدس میں بہت ریف لائے۔ اور
 آکر عرض کیا۔ کہ لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہو گیا ہے۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 کو امام بنایا جائے۔ اور وہی رسول خدا پر نماز جنازہ پڑھائیں۔ اور پھر جنت البقیع میں حضور
 کو دفن کیا جائے۔ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سمجھا کہ منافق لوگ پھر آمادہ فساد میں
 کئے ہی گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 سوا اور کوئی بار امام نہیں بن سکتا حیات میں اور بعد از حیات وفات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ہیں۔ اپنی نماز جنازہ میں آپ ہی امام ہوئے۔ نیز خود آپ نے فرمایا تھا۔ کہ مجھے وہاں
 دفن کرنا جہاں میرا وصال ہوا ہو۔ اسے آپ جنت البقیع میں نہیں دفن کئے جائیں گے
 پہلے چونکہ غضب خلافت میں یہ لوگ کامیاب ہو چکے تھے اسلئے اس دفعہ حضرت امیر کی
 اس تجویز پر معترض نہ ہوئے۔ اور کہا۔ کہ جو آپ کا جی چاہے وہ کریں۔ تو جناب حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ نے سب آگے بڑھ کر پہلے خود نماز پڑھی اور پھر باقی صحابہ کو فرمایا۔ کہ آؤ
 اب تم بھی پڑھو۔ دس دس صحابی اندھا جاتے اور گولی دائرہ بنا کر جنازہ بخوشی کے مگر دیکھ
 ہو جاتے۔ اور وسط میں خود آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جوتے۔ اور اسی طبع نماز ادا کرتے۔

کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہلے آیت "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ الْإِنِّیَ" پڑھتے۔ پھر باقی
 دس صحابہ کی جماعت آپ سے سن کر آپ کے بعد یہی آیت پڑھتی۔ آیت پڑھنے کے بعد
 درود پڑھتے اور بائیں نکل جاتے۔ یہاں تک کہ اہل مدینہ اور مدینہ کے آسمانیں
 سنہلنے لگوں کہ رسول خدا پر ٹھیک اسی طریق سے نمازیں پڑھیں اور صلوات بھیجے

انتہی ترجیحاً۔

شیعہ پہلک لغو دیگر سمجھا لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ جن منافقین کا ذکر مذکور بالا حدیث میں آیا ہے۔ ملا محمد باقر مجلسی نے ان سے صرف اصحاب ثلثہ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی کو قصد کیا ہے۔ بقول معروف الخفاء تہہ شخہ بما فیہا ملائکہ ان تینوں مقدس ہستیوں کے شان پاک میں ہمیشہ ہی ناپاک لفظ استعمال کیا کرتا ہے۔

یہ جن منافقین کا ذکر حدیث میں کیا گیا ہے۔ ان کو غاصب خلافت بتلایا گیا ہے۔ اور غاصب خلافت شیعہ پہلک کے ذہن میں اصحاب ثلثہ کے سوا چوتھا کوئی شخص نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ملا مجلسی نے منافقین سے اصحاب ثلثہ حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت امیر عمر فاروق۔ حضرت امیر عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ہی کو قصد کیا ہے۔ تو جب حدیث بالا میں اصحاب ثلثہ کی موجودگی یا الصراحت والنقص پائی جاتی ہے۔ تو شیعہ پہلک کیوں لوگوں کو گمراہ کرتی پھرتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ اصحاب ثلثہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اور نہ تجہیز و تکفین میں حصہ لیا۔ شیعہ کتب میں یہ حدیث اور دیگر اقسام کی بہت سی حدیثیں موجود ہیں۔ جن کو پڑھ کر ہر سلیم الطبع شخص سمجھ سکتا ہے کہ اصحاب ثلثہ پر شیعوں کا یہ طعن کہ انہوں نے رسول خدا کی نماز جنازہ میں کوئی حصہ نہیں لیا محض بے بنیاد اور گمراہ کن ہے۔

تعجب تو اس بات کا ہے۔ کہ قبلتی امیر المؤمنین جناب حضرت سیدی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی و اسم گرامی صاف لفظوں میں موجود ہے۔ مگر باوجود اس کے بھی شیعہ مشن پیٹے جاتا ہے۔ کہ اصحاب ثلثہ نے صلوة جنازہ نبویہ میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

حالانکہ حدیث کے لفظوں سے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ شان نمایاں ظاہر ہوتی ہے۔ کہ جہات نبی سے لیکر قیام قیامت تک جمیع امت محمدیہ میں سے کسی فرد کے لئے ایسی شان کا ثابت ہونا ناممکن ہے۔ کہ مدینہ

منورہ کے تمام باشندگان نے تمام مہاجرین اور تمام انصار نے اور ایک لاکھ سے زائد اصحاب رسول نے یہ اتفاق آپ کو امام منتخب کر لیا ہے۔ لافضل ما فتحدت بعد الہ علیہ۔ شیعہ مشن بتلائے۔ کہ اس اعزاز اور اس احترام کی آخر علت غائی کیا ہے۔ امیر علیہ السلام کے ہوتے ہوئے صحابہ کرام نے کیوں حضرت صدیق اکبر کے انتخاب امامیت پر اتفاق کیا۔ کیا اس سے آپ کا وقار اور اعتبار نہیں ثابت ہوتا۔ کیوں اہل شیعہ اپنی مستند کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اور کیوں ایسی روایات کو پڑھ کر راہ راست پر نہیں آجائے۔

اگر بزرگم شیعہ ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کوئی ایک بھی نماز جنازہ کے وقت موجود نہ ہوتا۔ تو ملاں مجلسی ضرور اپنی اس عبارت "تا اسکہ مدینہ و اطراف مدینہ ہمہ برآں جناب صلوٰۃ فرستادند" کے بعد غیر موجود افراد کو مستثنیٰ کرتا۔ اور شد و مد کیساتھ اپنی کتاب کے ناظرین پر ظاہر کر دیتا۔ کہ اہل مدینہ میں سے فلاں فلاں کس اپنے نفاق کے باعث نماز جنازہ میں غیر حاضر تھا۔ ملاں مجلسی جیسے متعصب دریدہ وہن شیعہ کا بولنے کے مقام پر خاموش رہا اس بات کی صریح دلیل ہے۔ کہ اصحاب ثلاثہ میں سے کوئی بھی تجہیز و تکفین اور صلوٰۃ جنازہ کے وقت غیر حاضر نہ تھا۔ بلکہ ملاں مجلسی کا اپنی کلام کے عموم کو لفظ (ہمہ) سے مؤکد کرنا صاف بتلا رہا ہے۔ کہ اس اجر بھرے نادور موقع سے ہر تنفس نے حصہ لیا ہے۔

ملاں مجلسی نے اپنی مختلف تصانیف میں تمام اصحاب رسول کے صدقہ عجوب اور نہر اہل مطاعن ذکر کئے ہیں۔ مگر یہ عجیب اور یہ طعن کہ صحابہ نے نماز جنازہ نبوی میں شمولیت نہیں حاصل کی ملاں مجلسی جیسے متعصب مذہب ساز شیعہ نے بھی نہیں کیا۔ جہاں جہاں کو قعر ضلالت میں ڈبوتے چلے جا رہے ہیں تاریخ ابن اثیر وغیرہ سینوں کی مستند اور معتبر کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز میں سات شخص شریک حال تھے۔

حضرات ابو بکر - علی - عباس - فضل - عقیقہ - اسماعیل بن زید - صلح حدیبی رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین - جناب حضرت ابو بکر صدیق پانی ڈالتے تھے - اور باقی چھ غسل کی دیگر مختلف ضرورتوں میں مصروف تھے - نہلا ہی رہے تھے - کہ جناب حضرت عمر اربع الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے - اور سقیفہ کی شورش کا حال بیان فرمانے کے بعد فرمایا - کہ بہتر ہوگا - اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سقیفہ - جیسا کہ میں جا کر فتنے کا اندازہ کریں - اور اس بڑھتے ہوئے جوش کو فرو کر سکیں - تمام رفقاء کے اتفاق اور مشورہ سے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سقیفہ میں چلے گئے اور باقی ستہ بدستور غسل میں مصروف ہے -

اتنا لکھ دینے کے بعد میں ناظرین رسالہ کو متوجہ بانصاف کرتا ہوں - کہ اگر جناب حضرت ابو بکر صدیق اور جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دونوں حالتوں پر غور کریں گے - تو زمین و آسمان کا فرق پائیں گے - کہ حضرت ابو بکر صدیق غسل نبی میں مصروف ہیں - اور غسل دیتے وقت رقع شورش کے لئے آپ باہر بلا لئے جاتے ہیں - اور جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ ترفین اور نماز جنازہ کی وقت اپنی خاص کسی ضرورت کے لئے گھر میں تشریف فرما ہیں - اور ترفین اور امامت کے فیصلہ کے لئے جنازہ کی طرف بلا کر لائے جاتے

ہیں - (مصرعہ) بیس تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا
ان رب باتوں کے علاوہ حدیث شیعہ کے لفظوں میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے - کہ شیعہ مسلک میں رسول خدا کا جنازہ ہی نہیں پڑھا گیا - بلکہ جنازہ کے گرد حلقہ باندھ کر آپ پر درود پڑھا گیا اور بس - اور صرف درود پڑھنے اور جنازہ کے گرد حلقہ باندھنے کو عرف شرع میں نماز جنازہ نہیں کہتے - نماز جنازہ میں تکبیریں کہی جاتی ہیں - درود - دعا پڑھا جاتا ہے - صفین صفوف نماز کی مانند خط مستقیم کی طرح سیدھی رکھی جاتی ہیں - اور پھر سلام کے ساتھ نماز سے خراج ہوا پڑتا ہے - شیعہ مذہب کی رو سے ان جملہ ارکان جنازہ میں سے دستور شرع کے مطابق ایک رکن بھی ادا نہیں کیا گیا - اور اہل سنت والجماعت کے

سلک پر علی دستور الشرح رسول خدا کا جنازہ پڑھا گیا ہے۔ سنن الترمذی
کتاب اشمال میں ہے۔ فقال ابو بکر یدخل قوم فی کبوت و یصلون و
یدعون ثم یخرجون۔ ثم یدخل قوم فیصلون و یخرجون حتی یدخل
الناس هکذا و یصلون هکذا (ترجمہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ حسب گنجائش لوگ حجرہ کے اندر داخل ہوں۔ پھر حسب دستور کبیر کہیں۔
اور درود دعا پڑھ کر باہر چلے آئیں۔ علی بن القیاس اور لوگ داخل ہیں۔ پھر وہ بھی
نماز پڑھ کر باہر نکل آویں۔ اسی طرح لوگ اندر جاتے اور اپنی اپنی نمازیں بظاہر فرودی
فرودی پڑھ کر باہر کو آجاتے تھے۔ ناظرین انصاف فرمادیں۔ کہ یہ نماز جنازہ ہے۔ یا وہ
جو شیعوں نے بیان کی ہے۔

ایک بات اور بھی قابل لحاظ ہے۔ وہ یہ کہ حضرت صادق علیہ السلام کے
اس قول پر اور اس قسم کے دیگر اقوال آئمہ پر جو جنازہ نبوی میں وارد ہوئے ہیں۔ اگر
گہری نظر ڈالی جائے۔ تو صاف نظر آئیگا۔ کہ جنازہ نبی میں خود آپ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ امام بنے تھے۔ اور امام بن کرب بنے لوگوں کو نماز جنازہ پڑھائی تھی۔
حالانکہ ان کے اپنے فتویٰ کے خلاف ہے۔ مسلمانوں کے مجمع میں فتویٰ تو یہ دیا جاتا
ہے۔ کہ اس وقت بھی ہمارے امام رسول خدا ہیں۔ جیسے حالت حیات میں چاہے
امام تھے۔ اور پھر خود ہی امام بن کر نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ کیا یہ جناب صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کیساتھ کوئی لطیف چال تو نہیں چلی گئی جو مسلمانوں کو دھوکہ تو نہیں دیا گیا۔
بلکہ اس جیلے اور فتویٰ سے وہ امامت سے رگ جائیں۔ جنازہ کے گرد حلقہ بند ہوں
اور حلقہ کے وسط میں خود کھڑے ہو کر امام کی طرح بلند آواز سے ان اللہ ملیکتہ یصلون
الابینہ پڑھنا۔ اھ پھر آپ مسکن حلقہ والوں کا مقتدیوں کی طرح اس آئینہ کو پڑھنا۔
پھر آپ کا پیچے درود پڑھنا۔ اس کے بعد حلقہ والوں کا درود بھیجنا۔ اس کا نام امامت
اور اقتداء ہے۔ اور اس خاص کیفیت پر خاص ترکیب سے نماز جنازہ پڑھنا
اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امام بن کر رسول خدا

پر نماز جنازہ پڑھی تھی۔

محررین یعقوب کلینی اپنی کتاب اصول کافی کتاب الحجۃ ص ۲۸۶ پر لکھتے ہیں۔

”ثم ادخل عليه عشرة فلادور حوله ثم وقف امير المؤمنين عليه السلام في وسطهم وقال ان الله وملكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما۔ فيقول القوم كما يقول حتى يصل عليه اهل مدينة و

اهل العوالي۔“ (ترجمہ) جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ لے دس آدمیوں کو حجرہ میں داخل فرمایا۔ پھر ان دس آدمیوں نے جنازہ نبی کے گرد گرد حلقہ باندھ لیا۔ اور خود جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اس حلقہ کے وسط میں کھڑے ہوئے۔ اور یہ آیت پڑھی۔ ان الله وملكته يصلون على النبي الآية جب کو سُن کر باقی دس آدمیوں

بھی اس آیت کو تلاوت کیا۔ یہاں تک کہ مدینہ کے تمام لوگوں نے اور بلائی بسینوں کے تمام رہنے والوں نے باری باری سے آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔ انتہی

اس حدیث سے اور حدیث کے ترجمہ سے ارباب بصیرت خود سمجھ گئے ہونگے۔ کہ اس صورت نماز جنازہ پڑھنی پڑھانی بعینہ امامت کرنا ہے۔

شیعہ کتب کے مطالعہ سے بخوبی روشن ہے۔ کہ جناب حضرت علی کرم اللہ

وجہہ نے صرف اسی دس آدمیوں کی مختصر جماعت ہی کو نماز جنازہ پڑھائی ہے۔

باقی جتنی جماعتوں نے جناب سرور کائنات علیہ التیات و التسلیمات پر نماز جنازہ پڑھی ہے۔ سب بظاہر فراوی فراوی ہی پڑھی ہے۔ جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی۔ تو

یہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا اس پہلی جماعت کی نماز ہوئی ہوگی۔ جس نے امامت

جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز باجماعت ادا کی۔ یا پچھلی جماعتوں کی ہوئی ہوگی۔

جنہوں نے بظاہر فراوی فراوی بلا اقتداء علیؑ بے جماعت نماز پڑھی ہے۔

اور دونوں صورتوں میں جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد

ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امامت حاصل کرنے کا اس قدر

شوق دانسگیر تھا۔ کہ آپ کے اس اشتیاق اور آرزو کی بدولت سید الانبیاء

احول کافی سے ایک اور حدیث یہ تائید کی جاتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ شیعہ مذہب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں صرف درود شریف ہی پڑھا گیا ہے اور بس۔ نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ ملائکہ اور ہاجرین اور انصار رب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز جنازہ پڑھی ہے۔ اور اہل یان مدینہ اور اہل موالی میں سے ایک بھی اس نصیحت محروم نہیں رہا۔ مثلاً رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر طعن کرنے والے شیخے ایمان سے اس حدیث کے الفاظ کو سوچیں اور سوچیں۔ اور مقدس ادب پڑھنا ہستیوں پر بے جا اعتراض کرنے سے قیہ لائیں۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال لما قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلت علیہ الملائکۃ والہاجرین والانصار فوجا فوجا۔ قال وقال امیر المؤمنین سمعت رسول اللہ یقول فی صحۃ وسلمۃ انما انزلت هذه الایۃ علی فی الصلوۃ علی بعد فیض اللہ لی ان اللہ وصلکۃ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ وفات کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام فرشتوں اور تمام نہا جین اور انصار نے فوج و رفوج اور جوق و رجوق کی صورت میں نماز جنازہ پڑھی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعد از نماز اہل المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے تندرستی اور صحت کے زمانہ میں فرمایا تھا کہ یہ آیت ان اللہ و ملکۃ یصلون علی النبی الیوم صرف اس لئے نازل ہوئی ہے کہ بعد از وصال میری نماز جنازہ میں پڑھی جائے۔

س و ط س م

3

(از سید العاشقین تاج الحارثین حضرت مولانا محمد ذاکر بگویی رحمتہ اللہ علیہ)
 کہ بر مرقعہ سفر حج ۱۳۲۲ھ در جہاز تصنیف فرمودہ)

إِلَى ذِي الْعَرْشِ مِنْ وَجْهِ الْكَتِيبِ

فَلَمَّا سُرْتُ فِي صَلَاةٍ كَرِيهٍ

فَتَمَّ زَيْنًا زُورًا هَذَا بَيْتٌ
لَقَدْ هَبَّ الصَّبَا مِنْ طَيْبٍ طَيِّبٍ
فَذَكَّرْنَا زَمَانَ قَدِيمٍ عَمْدٍ
فَسِرْنَا تَحْتَ ظِلِّ ضِيَاءِ شَمْسٍ
وَقَدْ فُرْنَا إِلَى بَابِ الْحِجَارِ
وَالنِّشَاءِ إِلَهُ فَبَعْدَ الْيُسَا
وَدُرْنَا ذَوْرَةً تَشْفِي عَلَيْهِ
فِيَا سَكَّانَ بَابِ حُضُورِ مَوْلَا
وَدَعَوْنَا لَكُمْ فِي كُلِّ انِّ

نَرَى مِنْ فَيْضِهِ وَجْهَ الْحَبِيبِ
كَمَا لِلْأَلْفِ أَقْدَامُ الطَّيِّبِ
وَاحْرِقْ نُورَهَا عَيْنَ الرَّقِيبِ
فَنَعْمَ الْبَسْرُ فِي الرَّهْطِ الْعَجِيبِ
بِحُسْنِ تَنْعِيمٍ وَكَمَالِ طَيْبِ
وَصَلْنَا بَيْتَ رَبِّي عَنْ قَرِيبِ
وَلَا نُرْوِي كَمَسْتَسْقِي رَغِيبِ
دُعَاءَ لِلْمُقِيمِ وَالْغَرِيبِ
فَاِنَّ الْهَآخِرَ الْمَجِيبِ

رَفَاقَتِ غَارِ

رسالہ شمس الاسلام کی جلد نمبر ۲ میں باب التفسیر کے تحت آیت غار کی جو
تشریح کی گئی تھی۔ اس نے شیعوں میں ہيجان پیدا کر دیا۔ اور قرآن مجید
میں صراحت کے ساتھ افضل البشر بعد الانبياء صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی
فضیلت کا درج ہونا ان کے مذہب کے لئے پیغام موت ثابت ہو رہا
ہے۔ اس لئے کتب شیعہ میں سے واقعہ غار پر مزید روشنی ڈالی جاتی ہے۔

مذہب شیعہ کی معتبر کتاب حملہ عیدری میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ ہجرت کے واقعات میں لکھا ہے ۔

چنین گفت راوی کہ سالارِ دین
نہ نزدیک آں قوم پر کمر رفت
بے ہجرت اونیز آمادہ بود
گرفتند پس راہ یثرب بہ پیش
بر سنجہ آں راہ رشتن گرفت
چو رفتند چندے بدامان وشت
ابوبکر آنکہ بدوشش گرفت
کہ در کس جہاں قوت آید پدید
رفتند الفحصہ چتے دیگر
گرفتند در جوف آں غار حبائی
بہر جا کہ سوراخ یا رخسہ دید
بدین گوئی تا شد تمام آں قبا
بر آں رخسہ گوئید آں پارِ غار
نبامد چنین کالے از غیر او
در آمد رسول خدا ہم معینار

چو سالم بحفظ جہاں آفریں
بجوئی سہلے ابوبکر رفت
کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
بنی کند غلین تر پائے خویش
پے خود ز دشمن ہنہن گرفت
قدوم فلک سائی مجروح گشت
وے زیں حدیث است جائی شگفت
کہ بار نبوت تواند کشید
چو گردید پیدان شان محسوس
وے پیش ابوبکر بہاد پائے
قبارا بدید و آں رخسہ چید
یکے رخسہ نگرفتہ ماند از قضا
کف پائے خود را نمود استوار
بدیناں چوں پر وخت از رفت و
نشتند کیجا ہم ہر و یار

آخر میں لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے

تین دن اور تین رات گھر سے کھانا اور پانی لاتے ہیں ۔ اس کے بعد
بنی گفت پس پور ابوبکر را
دو جہازہ بائید کنوں را ہوار

قاضی نور اللہ شہرستانی نے مجالس المؤمنین مطبوعہ ایران ص ۲۰۰

میں اپنے شیخ اجل عبد الجلیل قزوینی سے نقل کیا ہے کہ وہیہ حالِ فتن

محمد و بردن ابوبکر بے فرمان خدا نبودہ۔ ترجمہ۔ بہر حال محمد کا جانا اور ابوبکر کو اپنے ساتھ لے جانا بے حکم خدا نہ تھا۔ اے۔

یہ تو ایک عالم کا قول تھا۔ اب روایت کیجئے۔ تفسیر امام حسن عسکری جس کو شیعہ تفسیر اہل بیت کہتے ہیں۔ اور اس کو نہایت محترم اور بنائیت مستند جانتے ہیں۔ ۱۶۵ مطبوعہ ایران میں ہے کہ جبرئیل امین وحی الہی لیسکر بوقت ہجرت آئے کہ

وَأَمْرُكَ أَنْ تَسْتَصْحِبَ أَبَا بَكْرٍ وَاقْتَضَى
أَنْ تَسْأَلَ عَنْكَ وَوَأَزْدَكَ
وَقَبِلْتَ عَلَى مَا يَجَاهِدُكَ وَلُعَاظُكَ
كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ رَفَقَاتِكَ وَفِي
عُزْرَاتِكَ مِنْ خُلَصَاتِكَ

اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ابوبکر کو اپنے ساتھ لیجائیے وہ اگر آپ سے مانوس ہو جائیں اور آپ کی موافقت اور مدد کریں اور جو کچھ آپ عہد معاملہ کریں اس قاعدہ میں وہ جنت میں آپ کے رفیقوں میں سے ہوں گے اور جنت بالآخر انہیں آپ کے مخصوص لوگوں میں سے ہو گے۔

بھیرف صلہ جیہ سطور اسی صفحہ میں ہے۔
ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاللَّهُ لَا يَبْكُرُ أَرْضِيَّتْ أَنْ تَكُونُ مَعِيَ
يَا أَبَا بَكْرٍ تَطْلُبُ كَمَا أُطْلَبُ وَتَعْرِفُ
بَانِكَ أَنْتَ الَّذِي تَعْمَلُنِي عَلَى مَا أَرِيدُهُ
فَتَعْمَلُ عَنِّي أَنْوَاعَ الْعَذَابِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا لِي لَوْ عَشِشْتُ عُمَرَا
الدُّنْيَا أَعَذَّبَ جَمِيعَهَا أَشَدَّ
عَذَابٍ لَا يَنْزِلُ مَوْتُ صَرِيحٍ وَلَا
فَرَجٌ صَنِيعٌ وَكَانَ ذَلِكَ فِي مُحَبَّتِكَ
لَكَانَ ذَلِكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ

بھیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
ابوبکر سے فرمایا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے
ہو کہ اے ابوبکر تم میرے ساتھ ہو۔ اور جس طرح میرا
تعاقب کیا جائے اور لوگوں میں پہ چرچا ہو۔ کہ
تم ہی مجھے دعویٰ نبوت پر آمادہ کرتے ہو اور
میری وجہ سے تمہیں طرح طرح کی تکالیف پیش آئیں
ابوبکر نے کہا۔ یا رسول اللہ اگر میں خستہ و
نک زندہ رہوں۔ اور ساری عمر مجھے تکلیف
دی جائے نہ مجھے موت آئے جو مجھے اس صیبت سے
بخالے اور نہ اور کسی قسم کی کنائش جو اس سے رہائی

اتَّخَعْنَا فِجْأًا وَآنَا مَالِكٌ جَلِيلٌ
مَمَالِكُ مَلُوكَهَا فِي مَخَالِفَتِكَ رَجُلٌ
هَلْ أَنَا وَمَالِي وَوَلَدِي الْأَوَّلُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
لَا جَرَمَ إِنَّ اللَّهَ عَلَى قَلْبِكَ وَ
وَجَدَ مَا فِيهِ مُوَافِقًا لِمَا جَرَى
عَلَى لِسَانِكَ جَعَلَكَ صَفِيٍّ بِمَنْزِلَةِ
السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالزَّائِسِ مِنَ
الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَةِ الرُّوحِ مِنَ
الْبَدَنِ -

اور یہ سب کچھ آپ کی محبت میں ہو تو یہ مجھے زیادہ
پسند ہے یہ نسبت اسکے کہ میں دنیا میں خوش
حال رہوں اور دنیا کی تمام بادشاہوں کی سلطنتوں
کا مالک بن جاؤں۔ آپ کی مخالفت میں ہیں اور
میرا مال اور میری اولاد سب آپ پر فدا ہیں۔ تو
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ یقیناً
اللہ تمہارے قلب کی حالت پر مطلع ہے۔ اور اس
تمہارے دل کو زبان کے موافق پایا ہے۔ اسلئے
اللہ نے تمکو میرے ساتھ دو خلق دیے۔ جو کان اور
آنکھ اور سر کو جسم کیساتھ ہوتا ہے۔ اور جو خلق کہ
روح کو بدن کے ساتھ ہوتا ہے۔

حَافِظَةٌ - اس روایت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ خدا کی طرف سے حضرت
صدیق کو سفرِ ہجرت میں ساتھ لیجانیکا حکم ہوا تھا۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کے دل و زبان کے موافق ہونیکی
خبر دی۔ اور اُن کا تعلق اپنے ساتھ ایسا بتلایا جیسے کان اور آنکھ اور سر کا
تعلق جسم سے اور روح کا تعلق بدن سے ہوتا ہے۔ اللہ اکبر۔

اسی موقع پر ایک روایت تفسیر قمی مطبوعہ ایران ص ۱۵۷ کی قابل ذکر ہے۔

فَإِنَّهُ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ
رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ فِي الْعَادِ قَالَ لَا بِي بَكَرٍ
كَانِي الظَّرَإِي سَفِينَةً تَجْعُضُ
وَاصْحَابُهُ تَقُومُ فِي الْبَحْرِ

امام حسن عسکری فرماتے ہیں مجھے میرے والد
نے اپنے بعض راویوں سے روایت کر کے
فرمایا کہ امام جعفر صادق فرماتے تھے کہ جب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ غار میں تھے۔ تو
اپنے ابو بکر سے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔
جعفر طیار (اور اُن کے ساتھیوں کی کشتی کو کہ وہ

وَأَنظُرْ إِلَى الْأَرْضِ مَحْبُتَيْنِ فِي
أَفْنِيَتِهِمْ فَقَالَ الْبُكْرَى تَرَاهُمْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَغَمٌ قَالَ فَاذْنِبْهُمْ
فَمَسَمَ عَلَى عَيْنِهِ فَرَأَاهُمْ فَقَالَ لَهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
آلِهِ أَنْتَ الصِّدِّيقُ -

دریا میں ٹھہری ہوئی ہے۔ اور انصار کو
دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ مکانات میں بیٹھے
ہوئے ہیں۔ ابو بکر نے کہا آپ ان کو
دیکھ رہے ہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا
ہاں۔ ابو بکر نے کہا مجھے بھی دکھا دیجئے
آپ نے ان کی آنکھ پر ہاتھ پھیرا۔ تو انہوں
نے بھی دیکھ لیا۔ پس ان سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا۔ کہ تم صدیق ہو

فائدہ۔ اس روایت سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنه کو صدیق کا لقب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اسی
سفر ہجرت میں ملا ۛ

نظر

(اگر عہد المجید نائب مدرس اسلامیہ سکول بھیرہ)

بس دال برتنزل یہ ہی نشانیاں ہیں
ترک علوم کی یہ سب مھر بانیاں ہیں
منقید کیا ہیں اس کی اور قدر دانیان ہیں
یہ بے دلیل دعویٰ اور لن ترانیاں ہیں
یہ ہے جفا کے اعظم اور جانستیاں ہیں
مضمحل اسی کے اندر سب کامرانیاں ہیں
جاری مخالفوں کی ریشہ دوانیاں ہیں
یہ مضحکہ ہے کوئی یا سلیمانیاں ہیں

اے قوم جو تمہاری یہ ناتوانیاں ہیں
اوج شرف سے گر کر مائی نشیب فلت
جو حلیہ اوج سے آراستہ ہوا ہے
بے علم دل میں رکھنا امید کامیابی
اولاد کو سٹانا تحصیل علم دیں سے
ربط و موافقت ہی ہے آئندہ ترقی
ہیں یا محو غفلت اور اوقات دن مسلسل
پڑھ کر تھوڑا کو پھر اس قدر تحالف

اجماع سے تنفر اور تفرقہ سے اُلفت
 صُغفائے قوم کی جب غم نے نہ کی عانت
 گردِ قلعِ قوم ہوں تو کہلاؤں کا رام
 بدعات میں اُڑانا ہے صرف و بذلِ بجا

ہمدردیوں کے بدلے ایذا رسائیاں ہیں
 کس کام بھرتہاری یہ نوجوانیاں ہیں
 ورنہ فضول تیری رطب للسانیاں ہیں
 تعلیم پر ضروری اب زرفشا نیاں ہیں

علمی مذاکرہ ہے شغلِ ثمینِ وقتِ اہل
 باقی مجیدِ باطل قصّے کہا نیاں ہیں

میرزا میمن

نصب العین

(سلسلہ اشاعت گذشتہ)

(۶) سلاطین اسلام کی خلاف میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا پراپیگنڈا۔
 گذشتہ دو مہینوں میں میرزا صاحب کی کلام سے نصاریٰ کی عظمت
 عزتِ عقول و دانش اور تدبیر و فراست کے اعلانات نقل کئے گئے تھے۔ اور ساتھ
 ہی یہ ثابت کیا گیا تھا۔ کہ میرزا صاحب کی زندگی کا مقصد سوائے تبلیث و
 صلیب کی خدمت کے اور کچھ نہ تھا۔ اور میرزا صاحب کی مساعی کا نتیجہ
 خلافتِ اسلامیہ کی تباہی و بربادی۔ اور اسلامی ممالک پر کفار کے غلبہ و استیلا
 کی صورت میں نمودار ہوا۔ سلاطین اسلام کو جس نظر سے میرزا صاحب
 دیکھتے تھے۔ وہ مندرجہ ذیل حوالہ سے ظاہر ہے۔ حالانکہ اُن غریبوں کا
 قصور صرف یہی تھا۔ کہ یہ لوگ یورپ کی مرضِ جوع الارض۔ ہوسِ ملوکیت
 اور استعماری حکمتِ عملی کے راستہ میں سنگِ گراں ثابت ہوئے تھے
 ”وہ سب سب اپنی ساری ہمت کیساتھ زمینیت دُنیا کی طرف جھک چکے ہیں

اور شراب اور بچے اور نفسانی خواہشوں کے سوا انہیں اور کوئی کام ہی نہیں۔ وہ فانی لذتوں کے حاصل کرنے کے لئے خزانے خرچ کر ڈالتے ہیں۔ وہ شرابیں پیتے ہیں۔ نہروں کے کناروں اور بہتے پانیوں اور بلند درختوں کے پاس اور کوئی خبر نہیں کہ رعیت اور ملت پر کیا بدائیں ٹوٹ رہی ہیں۔ انہیں امور سیاسی اور لوگوں کے مصالح کا کوئی علم نہیں۔ اور ضبط امور اور عقل و قیاس انہیں کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔۔۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ شکست پر شکست دیکھتے ہیں اور ہر روز تشریل اور کمی میں ہیں۔۔۔۔۔ کیا تم دعویٰ کرتے ہو کہ وہ اسلام کے پیغمبر ہیں۔ البتہ انہیں بلکہ وہ زمین کی طرف جھکے گئے ہیں۔ اور تقویٰ سے انہیں کہاں حصہ ملا ہے۔ اس لئے ہر ایک سے جو ان کی مخالفت کیلئے اٹھ کھڑا تھا شکست کھاتے ہیں۔ اور باوجود کثرت لشکر اور دولت و شوکت کے بھاگ نکلتے ہیں۔ یہ سب اثر اس لعنت کا جو آسمان سے اُن پر سبتی ہے۔۔۔۔۔ دنیا کی فانی لذتوں اور لہو لعب میں سخت جریص ہو گئے۔ اور ساتھ اس کے خود بینی اور گھمنڈ اور خود نمائی کے ناپاک عیب میں اسیر ہیں۔ دنیا میں سست بار کھائے ہوئے اور گندی خواہشوں میں چپٹے و چالاک ہیں۔ سوا ایک بیت بہت کو بزرگی کیونکر دی جائے۔ اور ایک فضلہ کو فضیلت اور مرتبہ کیونکر مرحمت ہو۔ اسلئے کہ انہوں نے خواہشوں سے اُس کیڑ لیا۔ اور اپنی رعیت اور دین کو فراموش کر دیا۔ اور پوری خبر گیری نہیں کرتے۔ بیت المال کو باپ دادوں سے وراثت میں لیا ہوا مال سمجھتے ہیں۔ اور رعایا پر اُسے خرچ نہیں کرتے۔ اور گمان کرتے ہیں کہ ان سے پیش نہ ہوگی۔ اور جندہ کی طرف لوٹنا نہ ہوگا۔۔۔۔۔ اگر تم ان کے فعلوں پر اطلاع پاؤ تو تمہارے دین پر گئے کھڑے ہو جائیں۔ اور حیرت تم پر غالب آجائے۔ سو غور کرو کیا یہ لوگ دین چختہ کرتے اور اس کے مددگار ہیں۔ کیا یہ لوگ گمراہوں کو راہ بتاتے اور اندھوں

کا علاج کرتے ہیں۔ نہیں نہیں۔ بلکہ اُن کے اغراض مفتاح صدہور ہی ہیں۔
 جنہیں صبح و شام پورا کرتے ہیں۔ انہیں شریعت کے احکام سے نسبت ہی
 کیا۔ بلکہ وہ تو جانتے ہیں۔ کہ اس کی قید سے نکل کر پوری بے قیدی کی زندگی
 بسر کریں۔ اور خلفائے صادقین کی سی قوت عزیمت اُن میں کہاں۔ اور صالح
 و پرہیزگاروں کا سا دل کہاں جس کا شیوہ حق و عدالت ہو۔ بلکہ آج خلافت کے تحت
 ان صفات خالی ہیں۔ اور اُن پر جسم بلا رُوح بٹھائے گئے ہیں۔ بلکہ وہ مردوں بھی
 زیادہ رُوی ہیں۔ اور ان کا وجود اسلام کے حق میں بڑی مصیبت
 ہے۔ اور دین کے لئے اُن کے دن سخت ہی منحوس ہیں.....
 سو ایسے لوگوں کو خدا سے کیونکر مدد ملے۔ جبکہ اُن کے ایسے پر محضیت اور
 بُرے اعمال ہوں۔ بلکہ اُن عیش پسند بادشاہوں کا وجود مسلمانوں
 پر خدا تعالیٰ کا بھاری غضب ہے۔ جو ناپاک کیڑوں کی طرح زمین
 سے لگ گئے ہیں۔..... اسی سبب آسمان کی نصرت اُن کا ساتھ نہیں دیتی۔
 اور نہ ہی کافروں کی آنکھ میں اُن کا ڈر خوف رہا ہے۔ جیسے کہ پرہیزگار بادشاہوں
 کی خاصیت ہے۔ بلکہ یہ کافروں سے یوں بھاگتے ہیں۔ جیسے شیرے گدھے۔
 اور رطائی کے میدان میں ان کے دو نہار کے لئے دو کافر کافی ہیں۔ پس اس
 بزدلی اور ادبار کا سبب مجرب کاروں کی طرح عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے
 کے اور کچھ نہیں۔ اور ایسی خیانت اور گمراہی کے ہوتے انہیں کیونکر خدا سے مدد

ملے۔ سبحان اللہ۔ جن مجاہدین چھ سال یورپ پر اسلام کی عظمت کا سکہ قائم رکھا۔ اور جو بیس دنوں میں
 ایک ہاں کی طرح چاروں طرف دشمنوں میں محصور رہے اور آخری دم تک پامری سے مقابلہ کرتے رہے
 اُن پر بڑی ولی کا طعن کرنا بلا قادیان کا جی حضورِ خوشامدی۔ اور بزدل کتب فروش جو کہ اپنی
 خیر ری میں مشاکمہ اگر بڑی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو ہم ٹکٹے ٹکٹے کر دیتے۔ اللہ اللہ۔
 بوخت غرضت کہ اس چہ بوالعجبت (مدیر)

اے کہ خدا اپنی دائمی سنت کو تبدیل نہیں کرتا۔ اور اس کی سنت ہے کہ کافر کو تودہ دیتا ہے پر قاجر کو ہرگز نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ نصرانی بادشاہوں کو تودہ مل رہی ہے۔ اور وہ ان کی حدوں اور مملکتوں پر قابض ہو رہے ہیں۔ سادہ سادہ ایک ریاست کو دبائے چلے آتے ہیں۔ (ماخوذ از الہدی و تبصۃ ملکیوں کی مصنف میرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۳۳ سے ۳۴)۔

میرزا صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ تجدید و اصلاح امت کی غرض سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اگر میرزا اپنے دعویٰ میں سچے ہوتے۔ تو مذکورہ بالا خرابیاں دور ہو کر دنیا پر اسلام کا سیاسی تسلط رونما ہوتا۔ مگر میرزا صاحب نے مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے اور ان کو اپنی نظروں میں ذلیل کرنے کی سعی کے بعد بہانہ ڈال کر حسب ذیل دعویٰ اسلامی ممالک کے سامنے پیش کیا۔ گویا تمام مصائب کے علاج کے لئے واحد نسخہ تجویز فرمایا۔

۱۔ میرزا صاحب کا اصل دعویٰ۔ "میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بھیج کر بھی ہرگز

۲۔ کیا میرزا الٰہی قرآن اور حدیث میں سے خدا کی یہ سنت ثابت کر کے اپنے نبی کو جھوٹ کے الزام سے بری ثابت کر سکتے ہیں۔ میرزا صاحب کا مقصد صرف یہی تھا کہ اسلام کی محبت و عظمت کے دوسرے نکال دجائے۔ اور انہیں یقین دلایا جائے کہ اب ہمارا امن و ادنیٰ سوائے انگریزوں اور کوئی نہیں رہا۔ اس طرح فرنگیوں کی استعماری حکمت عملی کیلئے میدان تیار کرنا مقصود تھا۔ ۳۔ اصلی دعویٰ اور بعثت کی اصلی غرض یہی تھی۔ دہرے دوسرے دعویٰ و بعض حصول مقصد کے ذرائع تھے۔ ۴۔ یعنی الحاد کی اشاعت (مدیر)

بچا نہیں لاسکتے۔ اگر یہ امن اور آزادی اور بے تحشی آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب میں ہوتی۔ تو وہ لوگ ہرگز تلواریں ہلاک نہ کئے جاتے۔ (ازالہ اوہام تقطیع خور و حاشیہ صفحہ نمبر ۵ حصہ اول)

گورنمنٹ کی طرف سے جس قدر اسباب آرام اور امن اور خوش حالی کے رعیت کے لئے ہتھیائے گئے ہیں۔ ان کا شمار بڑے مشکل ہے۔ گویا ان کی اس زندگی کو موت بہشت کا بنا دیا گیا ہے۔ (صفحہ نمبر ۵ کتاب مذکور)

ہم پر اور ہماری قومیت پر یہ فرض ہو گیا۔ کہ امن مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہتھیائے گا۔ گذار میں (صفحہ ۱۳۲ کتاب مذکور)

ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے۔ کہ انگریزوں کی فتح ہو کیونکہ

یہ لوگ ہمارے محسن ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے۔ جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکریہ نہ کریں۔ تو پھر ہم خدا کے تعالیٰ کے بھی ناشکر گذار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے دیوندارم آرام پایا اور پائے ہیں۔ وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے (حلی قلم سے بہ صفحہ ۵۰۴ کتاب مذکور)

اسی دعویٰ کو مع دلائل میرزا صاحب نے ممالک اسلامی میں مستحکم کیا اور انہی مقاصد کے حصول کے لئے تمام ممبر سرگرم ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں کہ ”پس اسی وجہ سے میں نے اس گورنمنٹ کا شکریا کیا۔ اور جہاں تک بن پڑا

اس کی مدد کی اور اس کے احسانوں کو ملک ہند سے بلاد عرب اور روم تک شائع کیا۔ اور لوگوں کو اٹھایا کہ اس کی فرمانبرداری کریں۔ اور میرا عربی کتابوں کا تالیف کرنا تو انہی عظیم الشان غرضوں کے لئے تھا۔ (از نور الحق صفحہ ۳۲)

۸۔ جماعت میرزا مہدی کے قیام کی اصلی غرض۔ ازالہ اوہام تقطیع خور و

صفحہ ۸۲۹ کے حاشیہ پر میرزا صاحب بعیت کے شرائط وغیرہ کے نیچے تحریر فرماتے ہیں: "اس پاک باطن جماعت کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لئے انوارِ اقسام کے فواید متصور ہونگے۔ جن سے اس گورنمنٹ کو خداوند عزوجل کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ ازاں جملہ ایک یہ کہ یہ لوگ سچے جوش اور ولی خلوص اس گورنمنٹ کے خیر خواہ اور دعا گو ہونگے۔ کیونکہ بموجب تعلیم اسلام حقوق عباد کے متعلق اس سے بڑھکر کوئی گناہ کی بات اور خبیث اور ظلم اور پلید راہ نہیں کہ انسان جس سلطنت کے زیر سایہ یا امن و عافیت زندگی بسر کرے۔ اور اس کی حمایت سے اپنے دینی و دنیوی مقاصد میں باز آوے کوشش کر سکے۔ آجی کا بدخواہ اور بداندیش ہو۔ بلکہ جب تک ایسی گورنمنٹ کا شکر گزار نہ ہو۔ تب تک خدا تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں۔ پھر دوسرا فائدہ اس بابرکت گروہ کی ترقی سے گورنمنٹ کو یہ ہے کہ ان کا عملی طریق موجب السداد و جریا ہے۔ "فتنکروا و تاملوا"

ایمان بالغیب کا فلسفہ

(از سید نذیر الحق صاحب سیر مٹھی)

اسلام میں اصل الاصول تین چیزیں ہیں۔ عقائد۔ عبادت اور اخلاق۔ عقائد پر نجات منحصر ہے۔ اور عبادت و اخلاق حصول سعادت اور تکمیل انسانی کا ذریعہ ہیں۔ اگر ایک مسلمان کے عقائد درست ہیں۔ مگر نیک اعمال سے اس کا

ضرورت ہے۔ حزب الاقتصاد کے اغراض و مقاصد کی اشاعت تبلیغ

احکام دینیہ کیلئے مبلغین اور فیوض کی ضرورت ہے۔ جو صاحب یہ کام اخلاص سے کیا تو کمونا چاہیں یا اپنی درخواست بھیجیں۔ تمنا وغیرہ کا فیصد تبریع خط و کتابت یا زبانی طے ہو سکتا ہے۔ نام حزب اللہ بھیجئے

وہ عمل خالی ہے۔ تو اس کو احکام الہی کی نافرمانی کی سزا تو ملیگی۔ لیکن آخر کار جنت و جہنم کا فیصلہ ہے۔ لیکن اگر ایک مسلمان کے عقائد ہی درست نہیں خوش عقیدگی اور حد سے تجاوز حسن ظن کی وجہ سے اس کے عقائد گندے اور خلاف اسلام ہوں۔ اور اعمال صالح کی وجہ سے وہ اپنے زمانہ کا مشہل ہی کیوں نہ سمجھا جاتا ہو۔ لیکن اس کی بخشش اور نجات ہرگز نہ ہوگی۔ آپ دیکھتے نہیں کہ یہود و نصاریٰ اور ہنود وغیرہ اکثر ایسے رفاہ عام کے کام اور نفس کشی کرتے ہیں۔ جن سے ان کی حمد و نوبہ انسانی اور حصول معرفت الہی کی ترقی کا یقین ہوتا ہے۔ لیکن ان کی یہ سخاوتیں بعد روایاں۔ نفس کشیاں اور مجاہد سب بیکار۔ کیوں صرف اس لیے کہ ان کی اخلاقی زندگی میں وہ اصلی روح اور اسپرٹ ہی نہیں۔ جو منزل مقصود تک ان کو پہنچائے۔ اور ثمرات مترتب ہوں۔ غرض نجات عقائد کی درستگی پر منحصر ہے۔

ایمان کی تعریف

اسلام میں بعض عبادات تو ایسی ہیں جن کا تعلق ہماری اجسام و اموال سے ہے۔ اور بعض احکام وہ ہیں جو ہمارے قلب سے متعلق ہیں۔ یعنی ان پر دل سے یقین کر کے ایمان لایا جائے۔ اس دل کے یقین یا تصدیق قلبی کو عقیدہ کہتے ہیں۔ جس قدر احکام قرآن مقدس میں خدا کی طرف سے بندوں کی ہدایت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔ ان سب پر دل سے یقین کرنے کا نام ایمان ہے۔ خواہ اجمالی طور پر الفاظ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کہہ کر اپنے ایمان کا اعلان کیا جائے۔ یا تفصیلی طور پر اس چیز پر یقین ہو جو آنحضرت خدا کی طرف سے لائے۔ اور جن کا تصدیق عقائد سے ہے۔ یعنی وجود باری نبوت۔ کتاب معاد۔ جنت۔ دوزخ۔ ملائکہ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ

ہونے پر یقین رکھنا۔ ان تمام چیزوں کو اس صورت میں ماننا۔ اور یقین کرنا
 جس میں اسلام نے تعلیم دی ہے۔ ایمان کا حاصل ہے۔ اور عقائد کی درستگی
 جیسے نجات منحصر ہے۔ جب تک ایمان میں یقینی کیفیت پیدا نہ ہو۔ انسان کبھی
 متقی اور سیرت گزار نہیں بن سکتا۔ اور نہ ہی اخلاقی زندگی چمک سکتی ہے۔
 اسلام کی تمام تر بنیاد فطری ذوق اور تصدیق قلبی پر ہے۔ جیسا کہ ارشاد
 ہے۔ **قوله تعالى: اَلَمْ يَذَلِّلْ لَكُمُ الْكِتَابَ لَا رَيْبَ فِيْهِ**۔ یعنی جس کتاب کے
 بھیجنے کا ہم نے پچھلی کتابوں میں وعدہ کیا تھا۔ یعنی توراۃ و انجیل وغیرہ میں۔ یہ کتاب
 وہی ہے۔ اور اس میں سلاق شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کے احکام
 میں شبہ نہ مرت کرو۔

تفسیر منطقی میں ہے۔ **بوضوح و سطوع** مبرہانہ بحیثیت **الكتاب**
فيه العاقل بعد النظر الصحيح في كونه حيا۔ یعنی قرآن مقدس اپنی
 وضاحت مضامین کی بلندی اور دلائل و براہین کے لحاظ سے نہایت مستحکم اور
 یقینی ہے۔ اس میں کسی عاقل کو بعد نظر صحیح کے کلام نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ وحی الہی ہے
 اب سوال یہ ہے کہ ہمارے ایمان میں یقینی کیفیت کیونکر پیدا ہو۔ جبکہ
 یقین تجربہ اور مشاہدہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور جن باتوں پر ایمان لانا ضروری
 قرار دیا گیا ہے۔ وہ تمام پر وہ غیب میں ہیں۔ دوسرے یہ کہ اُن چیزوں کا نجات
 کیا تعلق ہے۔ نیز یہ کہ اُن کو پر وہ غیب میں رکھنے میں کیا مصلحت اور حکمت
 ہے جبکہ اُن کو پر وہ غیب میں رکھنے سے مخلوق خدا اگر گمراہ ہو رہی ہے۔ اور اسلامی تعلیم کا
 انکار کر کے ابدی جہنم خرید رہی ہے۔ اگر ان چیزوں کا مشاہدہ عام ہوتا تو کوئی شخص
 گمراہ نہ ہوتا۔ ان تینوں سوالوں کا جواب ذرا تفصیل طلب ہے۔ اسے مبرہانہ جواب
 دیا جاتا ہے۔ **علم اور معرفت الہی کے ذریعے**

جاننا چاہیے۔ کہ قرآن مقدس نے علم کی تین قسمیں بیان کی ہیں **علم الیقین عین الیقین**۔

اور حق الیقین۔ علم الیقین وہ ہے کہ کسی چیز مطلوب کا کسی واسطے کے ذریعہ پتہ لگایا جائے۔ مثلاً دھوپ آفتاب کے طلوع ہونے پر اسند لال کرنا۔ یا دھوپ سے آگ کے وجود پر اسند لال کرنا۔ آگ کو اگرچہ دیکھا نہیں۔ مگر دھوپ کو دیکھ کر آگ کے وجود کا یقین آگیا۔ سو یہ علم الیقین ہے۔ اگر خود آگ کو بھی دیکھ لیا۔ تو یہ عین الیقین ہے۔ اور اگر آگ میں داخل بھی ہو گئے۔ تو یہ حق الیقین ہے۔ علم الیقین کا ذریعہ عقل اور منقولات ہیں۔ عقلمندان کا فرض ہے۔ کہ وہ مذہب کو معقول طریقوں سے آزمائے کے بعد قبول کر کے ناجائز نکتہ جینوں محترز رہے۔ علم الیقین کے حصول کا دوسرا ذریعہ سماع ہے۔ مثلاً ہم نے مکہ معظمہ یا محمود غزنوی کو خود نہیں دیکھا۔ صرف دیکھنے والوں سے ان چیزوں کا وجود سنا ہے لیکن محض سنے ہی سے ان چیزوں کا یقین ہے۔ تبصر ذریعہ انسانی فطرت ہے۔ عین الیقین سے وہ علم مراد ہے۔ جو صرف حواس خمسہ کے ذریعہ حاصل ہو مثلاً کسی چیز کو سونگھ کر اس کی خوشبو یا بدبو معلوم کر لینا۔ یا کسی چیز کو چکھ کر اس کی شیریں اور تکین ہونے کی اطلاع پالینا۔ اور یا گرم اور سرد کا معلوم کر لینا۔ یہ تمام معلومات عین الیقین کی قسم سے ہیں۔

حق الیقین وہ ہے کہ جو معلومات انسان کے دل میں محض علمی طور پر ہوں وہ جلی ننگ اختیار کر لیں۔ اس درجہ میں تمام معلومات جسم پر وارد ہو کر اپنے نفس و نگار جماتے ہیں۔ علم الہیات کا پہلا درجہ علم الیقین ہے جس کے کامل ہونے پر دیگر مدارج کا انحصار ہے۔ اگر کوئی شخص درجہ اول کی تکمیل کئے بغیر مدارج اعلیٰ پر فائز ہونا چاہے تو ناممکن ہے کہ کامیابی حاصل کرے۔

تو چونکہ علم الیقین کے ذرائع تین ہیں۔ یعنی منقولات۔ سماع اور فطرت پس جب کسی چیز پر یہ تینوں ذرائع شہادت دیں۔ تو بلاشبہ یقینی کیفیت پیدا ہو جائیگی اور شہادت زائیل ہو جائیں گے۔

(باقی آئندہ)

۲ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ

حزب الانصار ایہ مجلس کی جماعت ہے جسکا مقصد وحید خدایت اسلام مسلمانوں کے
مسلمان بنانے کا واسطہ ہے۔ ہر مظلوم کے سینہ میں لولہ عمل موجود ہے جو ملت اسلام کی
زبوں حالی سے متاثر ہو کر عملی کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اس کا فرض ہے کہ حزب الانصار میں شامل ہو
کر ایک نظام کے تحت سرگرم عمل ہو جائے۔

اغراض مقاصد (۱) اندرونی و بیرونی محلوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام۔
(۲) اصلاح رسوم و احوال و اشاعت علوم دینیہ۔

طریقہ کار (۱) اسلامی علوم کی تعلیم و تدریس کیلئے ایسے دارالعلوم کا اجرا جس میں طلباء و دینیات
کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے محل عالم مبلغ اور مفسرین بن سکیں۔ اور عوام کی
ربانی و تقویت دین کا باعث بنیں۔ (۲) ایسا کتب خانہ قائم کرنا جس میں جملہ علوم و فنون
و دیگر فاضلہ کی کتب جمع کی جائیں۔ جن کے مطالعہ سے مدرسین و مبلغین اور طلباء کی نظر
غائر اور خیالات عالی ہوں۔ اور عام شائقین اس کے مطالعہ سے مستفیض ہو سکیں۔
(۳) مبلغین و کارکنان کی ایسی جماعت کا قیام جو بذریعہ وعظ و تقریر عامہ میں خصوصاً دیہاتیوں
تبلیغ احکام الہی کرے جس سے ان کے اخلاق و معاشرت کتب عاشق رسوم و معاملات
شرعیہ کی مطابق ہو سکیں۔ (۴) اغراض مذکورہ بالا کی اشاعت کیلئے مابواری رسالہ کا اجرا۔

ضرورت

ضرورت ہے صرف روش مجاہدین کی جو مذکورہ بالا لائحہ عمل کی تکمیل کیلئے کارکنان حزب الانصار
کا ہاتھ بٹائیں۔ یہ کام افراد کا نہیں بلکہ جماعت کے ذریعہ ہی سرانجام ہو سکتا ہے۔ جامع مسجد
بھیرہ میں دارالعلوم عزیز قیام ہو چکا ہے جس میں علوم غریبہ اسلامیہ کی مکمل تعلیم و تدریس طلباء
کیلئے رہائش و خوراک کا انتظام موجود ہے۔ بوجہ کمی سرمایہ کتب خانہ کے قیام کیلئے مشکلات
درپیش ہیں۔ درویش حضرات کتب خرید کر وقف فرماویں۔ اس طرح سے آسانی کیساتھ کتب خانہ
قائم ہو سکتا۔ منیم لا وارث اور غفلت خوں کی تعلیم و تربیت خوراک و رہائش کیلئے تمام انتظام
کیا گیا ہے مبلغین دیہات میں دورہ کر کے حق زندگی کی روح پھونکے ہیں۔ اسلام
شمس الاسلام حزب الانصار کی طرف سے جاری ہے۔ ان تمام مصارف کے تحت دو سو روپیہ
ماہوار سے زیادہ خرچ ہو رہا ہے۔ حزب الانصار کے مفسرین بیکس مگر در وقت سے بتیاب
کارکن اپنی حیثیت سے زیادہ مصارف کے تحمل میں جملہ اہل اسلام کا فرض ہے کہ اس کار خیز میں
حصہ لیں۔ آگ میں آگ کر گرا پڑا نہ کہتا ہوا۔ آئینہ ساقی اگر مروانگی کا جوش ہے۔

نبی کریم ﷺ کے خدام و غنیمت شمار

دعوت عمل

حزب الانصار کے مقاصد و اغراض و طریقہ عمل سرفراز رسالہ کے تیسرے صفحہ پر درج ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سوچے کہ یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ کے ہیں یا نہیں اگر وہی نہ کہہ اس کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حسب توفیق حصہ لے۔ ذیل کے طریقہ عمل آپ اس اسلامی پونے کی تیاری دے سکتے ہیں۔

۱۔ اپنی ماہواری آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ یا ہر ماہ حزب کو پہنچتا ہے نیز اسکے کرن تبرک اور دوسروں کو کرن بننے کی ترغیب دیکر اس کا حلقہ کار وسیع کیجیے۔

۲۔ اپنی زکوٰۃ، صدقہ و خیرات اگر سب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم غریبیہ کے غریب نادار طلباء اور یتیم و لاوارث بچوں کیلئے عطا فرمائیں۔ جنگی تعلیم و تربیت، خوراک و رہائش کا ذمہ حزب الانصار نے لے رکھا ہے۔

۳۔ ماہواری رسالہ شمس الاسلام کے خریدار ہر ایک حزب الانصار کو اس کے مالی مصارف سے سبکدوشی میں امداد دیجیے۔ نیز رسالہ کی اشاعت و وسیع کر نیلے لئے سعی فرمائیے۔ کم از کم کوئی گناہن ایسا ہے جس میں سزا نہ جاتا ہو یقین جانتے کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک مکمل عالم تبلیغ اور سفاک بھائی کے برابر ہے۔ تیمانی مساکین و غریب، آوارہ مسلم بچے جہاں ملیں۔ ان کو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غریبیہ بھیرہ میں بھیجیں۔ تاکہ بڑی صحبت کے اثر سے بچ کر اسلام کے خادموں بن سکیں۔

۴۔ اپنے کو بخود ہی تعلیم کیلئے کم از کم چار سال کیلئے دارالعلوم غریبیہ میں بھیجیں۔ چار سال میں معمولی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ امانت مساجد کو مقرر کریں۔ کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو چار سالہ نصاب کی تکمیل کیلئے بھیرہ میں بھیجیں۔

۵۔ اہل فہم حضرات رسالہ کی علمی اعانت و دین نفرائیں۔ اور مجتہد حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس سے یا خرید کر کتب خانہ حزب الانصار کیلئے وقف فرمائیں۔ تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام دیکھیں جن جن کتب کی ضرورت ہے وہ بذریعہ استفسار معلوم فرمائیں۔

۶۔ اپنے علاقہ میں غیر مذہب کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ اور اگر ضرورت ہو تو حزب الانصار کے مبعوثین طلب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام فرمائیں۔

۸۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ تو شعبہ تبلیغ حزب الانصار میں اپنا نام درج کرائیں۔

للعارضی ناظم حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)